اسلام کا وہ شیریں دریا اور پاکیزہ تعلیم کہ جو شخص اس میں ایک دفعہ غسل کرے اور اس کا پانی پی لے پھر اسکے مقابلے میں اس کو تمام شرینیاں اور پھیکی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس ان نام کے کلمہ گو اور اسلام کے مدعی اور محمد ﷺ کے امتی کہلانے والوں پر کہ آپ کی نتھری ہوئی تعلیم کے دریائے شیریں میں غوطہ زنی اور آب نوشی سے محروم اور کوسوں دور پڑے بلکہ بجائے اسکے ایسے نازیبا مراسم بدعیہ و اخلاقِ رذیلہ کے دریاء کے شور میں غرق ور غرق ہیں کہ جو شرعاً وعقلاً معیوب و مذموم اور جہنم میں لے جانے والے اور سلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اسلام نے ان کی سخت تردید وتذلیل کی ہے۔

شب برات: اسکو اہل بدعت نے ایجاد کیا ہے یہ کوئی اسلامی تہوار نہیں ہے اسلام نے صرف صرف دو دن خوشی اور تہوار کے سال بھر میں مقرر کیئے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ بلکہ یہ دن عبادت اور اذکار کے دن ہیں غیر شرعی فعل کرنے کی اجازت نہیں۔ ان کے سوا جتنے دن جشن خوشی اور تہوار کے لوگوں نے بجانت خود مقرر کیئے ہوئے ہیں جیسے بارہ وفات گیارھویں شریف برسی ششماہی تعزیہ رجبی شب برات وغیرہ وغیرہ یہ سب بدعات اور مردود ہیں کیونکہ نہ یہ تہوار رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے نہ صحابہ کرامؓ نے کبھی یہ جشن منائے نہ تابعینؒ سے ان کا ثبوت نہ ائمہ دینؒ میں ان کا وجود، بلکہ از منہ ثلثہ قدت مدید بعض جاہل کٹ ملاؤں سے اس کا حدوث بے سود ہوا۔

صلوۃ الفیہ: اس طرح اس مہینہ کی پندرھویں شب میں ہزاروں مرد وعورتیں صلوۃ الفیہ پڑھتے ہیں جو کہ بعض نادانوں صوفیوں اور ملاؤں کی ایجاد کردہ ہیں حتی کہ صاحب قوت القلوب اور احیام العلوم کے مصنف نے بھی اس میں سخت دھوکہ کھایا ہے۔ کہ تمام موضوع روایتیں بھر دی ہیں جو کہ ہرگز ہر گز قابل التفات و اعتبار نہیں اور نہ ہی ایسی ایسی کتابیں قابل سند ہو سکتی ہیں **الالیٰ المصفوعہ فی احادیث الموضوعہ** میں مرقوم ہے کہ ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو صلوۃ الفیہ یعنی سو رکعتیں ہر رکعت میں دس دس بار قل وغیرہ پڑھنے کی روایت جسکو دیلمی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے اور روزنامہ اخبارات میں غیر مسنون عبادات کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ سراسر موضوع اور بناوٹی ہے شریعت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے

حدیث صلوۃ شعبان باطل یعنی نصف شعبان میں صلوۃ الفیہ پڑھنے کی حدیث من گھڑت اور موضوع ہے۔ موضوع روایات کے ذکر کے بعد انشاء اللہ مسنون عبادات اور ماہ شعبان فضیلت واہمیت آگے بیان کرونگا۔ مولانا علامہ امام شوکانی ''تذکرۃ الموضوعات میں رقم طراز ہیں کہ نصف شعبان میں سو رکعتیں پڑھنا ہر رکعت میں دس دس دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھنا بدعت اور موضوع ہے اور اسکے متعلق جتنی حدیثیں ہیں وہ سب مکذوب اور موضوع ہیں اور ان کے جملہ طرق مجاہیل اور ضعفا ہیں صاحب احیاء وغیرہ نے اس کے متعلق مکذوب احادیث کا ذخیرہ مختلف ومتعدد طرق سے جمع کیا ہے لیکن **کلھا باطلۃ و موضوعۃ** جملہ طرق باطل اور موضوع ہیں۔ اسی طرح امام نوویؒ منہاج السنہ میں صلوۃ رغائب وصلوۃ شب نصف شعبان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں **انھما بدعتان قبیحتان یزجر فاعلھا ولا یفتو بان الغزالی ذکرھما فی الاحیاء رابا طالب المکی فی قوت القلوب** یعنی صلوتین مذکور پڑھنا برا اور بدعت ہے۔ ان کے پڑھنے والوں کو زجر و توبیخ کیا جائے اور کوئی شخص امام غزالیؒ اور ابوطالب مکی جیسے صوفیہ مغرب وخود مذہب لوگوں کے لکھنے پر دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان کے لکھنے نہ لکھنے کا اعتبار نہیں تاوقتیکہ کتاب وسنت کی شہادت باسعادت حاصل نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس

ملا علی قاری حنفی رسالہ موضوعات میں لکھتے ہیں۔ **وکذا صلوۃ عاشورا و صلوۃ الرغائب موضوع با لانفاق وکذا بقیۃ صلوت لیالی رجب ولیلۃ السابع العشرین من رجب و لیلۃ النصف من شعبان من صلوۃ مائۃ رکعۃفی کل رکعۃ الاخلاص عشر مرات ولا تغتر بذکرھا فی القوۃ والاحیاء ولا بذکر الثعلبی فی تفسیرہ .**

یعنی صلوۃ عاشورا اور صلوۃ رغائب (جو غالبا رجب کے مہینے میں پڑھی جاتی ہیں) اسی طرح رجب کی باقی راتوں کی نمازیں (جو لوگوں نے بنا رکھی ہیں) مثلا ستائیسویں شب اور نصف شعبان رات کی نماز سو رکعتیں ہر رکعت میں دس دس دفع سورۃ اخلاص وغیرہ پڑھنا سب کی سب بالاتفاق بدعت ہیں۔

احیاء اور قوت القلوب وغیرہ کتب تصوف میں ان کے تذکرہ سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔غور فرمائیں

الغرض جملہ ائمہ مذاہب و علماء دین زواہد نماز ہذا کی بیخ کنی وتردید کرتے چلے آئے ہیں اور سب اس کو مکروہ و ممنوع لکھتے چلے آئے ہیں مگر افسوس ہے کہ آج بھی یہ نام نہاد مسلمان ہیں جو شب و روز اسمیں مصروف ہیں اور اس بدعت کو دین اسلام سمجھے بیٹھے ہیں نہ معلوم کل اللہ تعالیٰ کو جا کر کیا منہ دکھائیں گے کسی نے خوب کہا۔

ہوا کیا تجھ کو اے مسلم جو یوں صداقت کو چھوڑا ہے
نبی کا تو نہیں و اللہ جو دل غیروں سے جوڑا ہے
سوہنے پاک محمد دا لڑ پھڑیئے
گل سوہنے دی منوں بھلا ویئے ناں
سوہنا دین سوہنا سوہنے آپ ہویئے
گند دین وچ کدے رلایئے ناں
مسئلہ قران حدیث وچوں ناں لبھے
عمل اوستے کدے کمایئے ناں
وہ مرتد مردود شیطان وڈا
نظر ہو رجا کیتے دوڑاویئے ناں
جیہڑے جھوٹیاں گلاں نظر دوڑاندے نیں
اوہ خطرناک شیطان دے ہین دوست
کدے اوناں نوں یار بناویئے ناں
یایھا الناس ڈرو رب کولوں
ڈر رب دا منوں بھلاویئے ناں

صلوۃ الفیہ اور شب برات کی تاریخ:

قارئین آیئے میں آپکو اس بدعت کی حدوث بے سود کی تاریخ بتاؤں تا کہ آپ کو یقین آ جائے کہ واقعی یہ بدعت ہے اگرچہ ساری دنیا (الا ماشاء اللہ) اس میں مبتلا ہے اور اس سے اجتناب نصیب ہو۔آمین و باللہ التوفیق۔

غور فرمایئے ملا علی قاری حنفی کی کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ کے صفحہ 78 اور نواب قطب الدین صاحب حنفی کی کتاب مظاہر الحق صفحہ 449 میں مرقوم ہے

و مما احدث فی لیلة النصف من شعبان الصلوة الالفية مائة ركعة بالاخلاص عشر عشرا بالجماعة و اهتموا بها كثرا من الجمع و الاعياد لم يات بها خير ولا اثر الا ضيف او موضوع الخ. وكان للعوّام بهذه الصلوة افتتان عظيم حتى التزم بسببها كثرة الوقيد و ترنب عليه من الفسوق انتهاك المحارم ما يغنى عن و صفه حتى خشى الاولياء من الخسف و مر بوا فيها الى البرارى و اول حدوث هذه الصلوة بيت المقدس سنة ثمان و اربعين و اربع مائة و قد جعلها جهلة ائمة المساجد مع صلوة الرغائب و نحوها الخ.

ترجمہ: یعنی شعبان کی پندرھویں شب کو صلوۃ الفیہ جو لوگ پڑھتے ہیں اور جمعوں جماعتوں (فرض نمازوں) سے بھی زیادہ اہتمام کے ساتھ ہر رکعت میں دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھتے ہیں یہ بالکل بدعت ہے

حتی کہ اکثر لوگ اس کے سبب سے بڑے بڑے فتنوں میں پڑ چکے ہیں اس رات میں دستور کے خلاف حاجت سے برائے زیب و زینت کثرت سے روشنی اور چراغاں کیا جاتا اور چراغ جلاتے ہیں اور بیسوں فسق و فجور گانے بجانے میں مبتلا ہوتے ہیں اسی واسطے اس امت کے سلف اہل اللہ لوگ اس رات میں مارے ڈر کے جنگلوں میں نکل جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیرت الٰہی جوش میں آئے اور عتاب الٰہی کی وجہ سے یہ سارا کا سارا شہر زمین میں دھنس جائے اور ہم بھی گیلی کے ساتھ سوکھی کی طرح لپیٹ میں آ جائیں۔

مقام غور ہے کہ اہل اللہ اس رات میں اس قدر ڈریں کہ مارے ڈر کے گھروں سے باہر نکل کھڑے ہوں اور ہم انار پٹاخے چھوڑ چھوڑ کر خوش ہوں قہقہے ماریں ہو ہا کریں۔(نعوذ باللہ)

اور اول حدوث اس کا ۴۴۸ھ میں ہوا ہے اس سے پہلے اس کا کوئی ثبوت نہیں پانچویں صدی کے شروع میں صلوۃ الفیہ اور صلوۃ رغائب (جو رجب کے مہینے میں بدعتی پڑھتے ہیں۔اور رجبی روزے لکھی ہزاری روزوں سے مناتے ہیں) کو بعض مسجد کے کٹ ملاؤں نے اپنے حلوے فانڈے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

حلوہ شعبان کی حقیقت:

پندرھویں شعبان کو حلوہ پکانا پھر اس پر سیدنا حمزہؓ کی فاتحہ دلانا کہ اس حلوہ کو کھانا اور بانٹنا کہ آج کے دن رسول اللہ ﷺ نے بھی دندان مبارک شہید

ہوجانے کے سبب حلوہ نوش فرمایا تھاسراسر جھوٹ، دروغ گوئی اورافترا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے جو کہ ماہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا چونکہ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے اس لئے جھوٹ گڑھنے والے یہ مولوی بھول بیٹھے اور اس واقعہ کو شعبان کا واقعہ قرار دیکر حلوہ خوری کے اسباب تیار کر لئے حالانکہ اس حلوے کی تیاری کا حقیقی سبب اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

لیکن اسپر داعیان بدعت نے پردہ ڈال رکھا ہے کہ کہیں عوام الناس اس حقیقی سبب سے واقف ہو گئے تو ان کا اس بدعت پر قائم رہنا ممکن نہیں کہ حلوہ شعبان کا شہادت دندان مبارک یا شہادت سیدنا حمزہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ رافضی حضرات کے بارہویں مزعومہ امام کی پیدائش کی خوشی میں پکایا جاتا ہے اور بانٹا جاتا ہے۔

یہی سبب دریاؤں میں عریضے ڈالنے کا ہے اور یہی سبب امام بارگاہوں پر چراغاں کا بھی ہے۔ثبوت کے طور پر کتب شیعہ بالخصوص جلاء العیون وغیرہ ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

آتش بازی کی موجد قوم مجوس ہے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے
ہم تو کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے۔
حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو
اگر تجھے محمد رسول اللہ ﷺ پیارا ہے تو بدعتی نہ ہو

اور دعا بھی کرتے ہیں **اللھم اھد قوم العلماء** آمین۔کیا ہی خوب ہو کہ میں اس کا ثبوت آپ کے ہی علماء حنفیہ سے دوں شاید ہدایت نصیب ہو۔سنیے ملاء علی قاری حنفی اور نواب قطب الدین حنفی فرماتے ہیں کہ اول حدوث انار پٹاخوں اور آتش پرست تھے۔کثرت سے انار چلانے کا کام مجوسی قوم سے ہوا یہ لوگ پہلے آتش پرست تھے۔جب اسلام میں برائے نام داخل ہوئے اور آتشی محبت ان کے قلوب سے خارج نہیں ہوئی تو انہوں نے سرعم خود دائرہ اسلام میں رہ کر اس ترکیب سے آگ کی پرستش شروع کردی کہ ماہِ شعبان کی پندرھویں شب کو کثرت سے چراغ جلانے لگے آتشبازی چھوڑی شروع کی اور صلاۃ الفیہ ایجاد کی لیکن اصل غرض اور مقصود ان کا تمام کاموں سے وہی آتش پرستی تھی جسکو آج نام نہاد مسلمان مقلدین بڑی دھوم دھام اور شوق و ذوق سے کرتے ہیں ۔سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت مبارکہ ہے۔**ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربہ کفوراً**۔بیشک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔

نیز مشاہدہ یہ بھی ہے کہ ہر سال شعبان میں آتشبازی کے نتیجے میں نہ صرف کئی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں کا نقصان بھی آگ لگ جانے سے ہو جاتا ہے۔لیکن اسکے باوجود بھی اس شیطانی کھیل سے لوگ باز نہیں آتے۔

(شب برات) ماہ شعبان کی فضیلت:

البتہ شب برات کی یعنی شعبان کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے ان میں کچھ صحیح کچھ حسن ہیں اور کچھ ضعیف ہیں لیکن اس سلسلہ میں ضعیف احادیث زیادہ مذکور ہیں ۔جو متعدد طریقوں سے اور سندوں سے وارد ہونیکی وجہ سے ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاریب شب برات کی کچھ نہ کچھ فضیلت ثابت ہے یعنی ماہ شعبان احادیث مبارکہ سے بڑی فضیلت کا حامل ہے۔شعبان کو اس لئے شعبان کہا گیا کہ اس سے خیر کثیر نکلتی ہے شعبان دراصل شعب سے مشتق ہے اس کا معنی ہے پہاڑ کو جانے کا راستہ اور یہ بھلائی کا راستہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب شعبان آتا تو فرمایا کرتے اس میں اپنی جانوں کو پاک کرو اور اپنی نیتوں کو درست کرو۔(مکاشفہ القلوب حضرۃ امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی) جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ **عن ابی سلمة عن عائشه قالت كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول لا يفطر و يفطر حتى نقول لا يصوم و ما رايت رسول الله ﷺ استكمل صيام شهر قط الا شهر رمضان و مارأيته في شهر اكثر صياما منه في شعبان (رواه البخارى و مسلم و ابو داود ورواه النسائى والترمذى وغيرهما بحوالة الترغيب والترهيب باب صوم شعبان)**

حضرت ابوسلمہؓ حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے آپ ﷺ افطار نہیں فرمائیں گے اور (بعض دفعہ) اس قدر افطار فرماتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ ﷺ روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے رمضان کے اور میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوں اسکو بخاری مسلم، ابوداؤد نے روایت کیا اور نسائی ،ترمذی وغیرہما نے بھی اسکو

روایت کیا کہ قالت ما رأیت النبی ﷺ فی شھرا کثر صیاما منه فی شعبان کان یصومه الا قلیلا بل کان یصومه کله۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے دیکھا اس مہینے میں بہت کم روزے چھوڑتے تھے بلکہ تمام مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔ابوداؤد کی روایت میں ہے قالت کان احب الشھور الی رسول الله ﷺ ان یصومه شعبان ثم یصله برمضان۔

ترجمہ: فرماتی ہیں سب مہینوں سے زیادہ پسند رسول اللہ ﷺ کو شعبان کے روزے تھے پھر رمضان کے ساتھ اسکو ملاتے تھے۔نسائی کی روایت میں ہے لم یکن رسول الله ﷺ بشھر اکثر صیاما منه لشعبان کان یصومه او عامته۔کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے بے شک آپ ﷺ سارے شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

صحیحین اور دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے روزے کثرت سے رکھتے تھے کبھی سارا شعبان رکھتے کبھی کچھ چھوڑ دیتے اور فرماتے تھے" خذوا من العمل ماتطیقون فان الله لایمل حتی تملوا کان احب الصلوة الی النبی ما دوم علیه و ان قلت و کان اذا صلی صلاة داوم علیھا۔

ترجمہ: جہاں تک تم میں طاقت ہو عمل کرو اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا جب تک تم نہیں تھکتے اور آپ ﷺ کو وہی نماز پسند تھی جس پر مداومت کی جائے اگرچہ تھوڑی ہو اور جب آپ کوئی (نفلی) نماز پڑھتے تو اس پر مداومت فرماتے تھے۔اور روایت میں ہے "عن ابی ھریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا بقی نصف من شعبان فلا تصوموا" رواہ الترمذی و قال حدیث حسن صحیح۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو روزے نہ رکھو۔(ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا پندرھویں شعبان کے بعد روزے رکھنے سے آپ نے منع فرمایا شاید اس لئے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کیلئے کہ شعبان کے روزے رکھتے ہوئے کمزور نہ ہو جائیں تا کہ فرض روزوں میں دشواری نہ ہو۔

رمضان کے روزوں کی قضا شعبان میں کرنا

صحیحین کی روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ قضا روزے ہوتے تھے لیکن میں ان کو شعبان کے مہینے کے سوا کسی مہینے میں قضا کرنے کی قوت نہ رکھتی تھی۔

یحییٰ بن سعید راوی کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت عائشہ حضور ﷺ کی خدمت میں زیادہ مشغول رہتی تھیں اس لئے رمضان کے وہ روزے جو حیض کے سبب سے قضا ہو جاتے تھے وہ دس مہینے تک نہیں رکھ سکتی تھیں اور شعبان میں ان کو رکھنے کا موقع ملتا تھا (مشکوۃ شریف)

عورتوں کیلئے کی صورت میں روزے کی قضا کا حکم ہوتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں ہوتا۔اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جو روزہ رکھنے کا عادی ہو اس دن روزہ رکھ سکتا ہے" (مشکوۃ)۔

بخاری و مسلم میں ہے عن عمران بن حصین عن النبی ﷺ انه ساله او سال رجلا و عمران یسمع فقال یا ابا فلان اما صمت من سرر شعبان قال لا فاذا افطرت فصم یومین۔حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا یا آپ نے کسی اور سے پوچھا اور عمران سنتے تھے کہ اے فلاں شخص کے باپ کیا تو نے آخر شعبان کے روزے نہیں رکھے اس نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تو فارغ ہو رمضان کے روزوں سے تو دو روزے اور رکھ۔(یعنی عید کے بعد) معلوم ہوتا ہے کہ شعبان کے روزے ضرور رکھنے چاہیں۔اگر شعبان کے روزوں کی کوئی فضیلت نہ ہوتی تو آپ اس آدمی کو دو روزے رکھنے کا کیوں حکم فرماتے۔غور فرمائیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے جنت ملتی ہے نافرمانی کرنے سے جہنم ملتی ہے۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ تمامی کا گلے میں پہن کر تہ محمد ﷺ کی غلامی کا

پس حدیث ہذا سے معلوم ہوا کہ اگر زیادہ کی ہمت نہیں تو کم از کم دو روزے رکھ لینا چاہیے۔تا کہ بالکل ثواب سے محروم نہ رہے۔

بعض الناس کی تردید:

حدیث مذکورہ و مسطور بالا میں بعض لوگوں کی بھی تردید ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک سنت اور نفل کی قضا نہیں اور مذکورہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ شعبان کے روزوں کی جو کہ بالاتفاق نفل روزے ہیں قضا کرا رہے ہیں اور حکم فرماتے ہیں کہ بعد گزرنے

رمضان کے دوروزے شعبان کے روزوں کے بدلے رکھنا۔ پس حنفی مذہب کی رو سے سنتوں کی قضا ناجائز اور محمدی ﷺ مذاہب کی رو سے سنتوں کی قضا جائز ہے۔

پندرھویں شعبان کی فضیلت:

امام احمدؒ کی روایت اور ترغیب ترھیب میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے عن معاذ بن جبلؓ قال قال النبی ﷺ یطلع الله الی جمیع خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرک او مشاحن .رواه الطبرانی فی الاوسط و ابن حبان فی صحیحه و البیهقی و رواه ابن ماجه بلفظه من حدیث ابی موسی الاشعری ، والبزار و البیهقی من حدیث ابی بکر الصدیقؓ بنحوه باسناد لا باس به۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا " اللہ تعالیٰ شعبان کو نصف (پندرھویں) رات کو تمام مخلوق پر نظر رحمت سے جھانکتا ہے اور اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک کے یا بغض وعداوت رکھنے والے کے۔ اسے طبرانی نے الاوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے اور ابن ماجہ نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ الاشعری کی حدیث سے روایت کیا اور بزار و بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث سے اسی جیسے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا کہ جسمیں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ:

عن مکحول عن کثیر بن مرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال فی لیلة النصف من شعبان یغفر الله عزوجل لاهل الارض الا مشرک او مشاحن .رواه البیهقی و قال هذا مرسل جید ۔ حضرت مکحول حضرت کثیر بن مرہؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ عزوجل زمین والوں کی مغفرت فرمادیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ عمدہ مرسل ہے۔(ترغیب و ترهیب باب من التهاجر و التشاحن والتدابر)(وقال الحافظ) و رواه الطبرانی و البیهقی ایضاً عن مکحول عن ابی ثعلبةؓ ان النبی ﷺ قال یطلع الله الی عباده لیلة النصف من شعبان فیغفر للمومنین ویمهل الکافرین و یدع اهل الحقد بحقدهم حتی یدعوه قال البیهقی وهو ایضا بین مکحول و ابی ثعلبة مرسل جید.

حافظ عبدالعظیم المنذریؒ فرماتے ہیں اور اسے طبرانی اور بیہقی نے بھی مکحول سے اور انہوں نے ابوثعلبہؓ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات کو اپنے بندوں کیطرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور مومنین کی مغفرت فرمادیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پروروں کو ان کی کینہ پروری کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ پروری کو چھوڑ دیں بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ بھی مکحول اور ابوثعلبہ کے درمیان عمدہ مرسل ہے۔

وعن العلاء بن الحرث ان عائشةؓ قالت قام رسول الله ﷺ من اللیل فصلی فاطال السجود حتی ظننت انه قد قبض فلما رایت ذلک قمت حتی حرکت ابهامه فتحرک فرجع فلمارفع راسه من السجود و فرغ من صلاته قال یا عائشة او یا حمیراء اظننت ان النبی ﷺ قد خاس بک قلت لا والله یا رسول الله ولکنی ظننت انک قبضت لطول سجودک فقال اتدرین ای لیلة هذه ؟قلت الله و رسوله اعلم قال هذه لیلة النصف من شعبان ان الله عزوجل یطلع علی عباده فی لیلة النصف من شعبان فیغفر للمستغفرین و یرحم المسترحمین و یوخر اهل الحقد کما هم .رواه البیهقی ایضا و قال هذا مرسل جید و یحتمل ان یکون العلاء اخذه من مکحول.(قال الازهری)یقال للرجل اذاغدر بصاحبه فلم یوته حقه قد خاس به .

ترجمہ: حضرت علاء بن الحارث سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز ادا کی سو آپ ﷺ اس قدر لمبا سجدہ کیا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی۔ پس جب میں نے یہ دیکھا تو میں کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کا انگوٹھا ہلایا تو آپ نے حرکت کی اور آپ لوٹ گئے۔ اور دوسرے ارکان نماز میں مشغول ہوگئے۔ پس جب آپ ﷺ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور آپ اپنی نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ یا اے حمیرا! کیا تیرا گمان یہ ہے کہ نبی ﷺ تیری حق تلفی کریں گے میں کہا نہیں بخدا اے رسول اللہ ﷺ آپ کا وصال ہوگیا آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے میں نے خیال کیا سو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کون سی رات ہے میں نے کہا اللہ اور اسکے رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ

ﷺ نے فریایا کہ یہ ماہ شعبان کی پندھویں رات ہے اللہ عزوجل ماہ شعبان کی پندرھویں رات کواپنے بندوں پر جھانکتا ہے۔اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرمادیتاہے۔اوررحم کی درخواست کرنے والوں پر رحم فرمادیتاہے۔اسے بھی بیہقی نے روایت کیااورکہایہ عمدہ مرسل ہےاس بات کااحتمال ہے کہ علاء نے مکحول سے یہ روایت لی ہو۔قارئین اب ضعیف احادیث کچھ ذکر کروں ملاحظہ فرمائیں۔

عن عبد الله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال يطلع الله عزوجل الى خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لعباده الا اثنين مشاحن وقاتل نفس .رواه احمد باسناد لين ترغيب و تر هيب ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہےاللہ عزوجل شعبان کی پندھویں رات کواپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اپنے بندوں کی مغفرت فرماتاہےمگردوآدمیوں کی بخشش نہیں فرماتا (۱) کینہ پرور کی (۲) کسی جان کوقتل کرنے والےکی۔اسے احمد نے نرم (ضعیف) سند کے ساتھ روایت کیا۔وروی عن عائشة عن رسول الله ﷺ انه قال اتانی جبريلؑ فقال هذه ليلة النصف من شعبان و لله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها الى مشرك ولا الى مشاحن ولا الى قاطع رحم ولا الى مسبل ولا الى عاق لوالديه ولا الى مدمن خمر رواه البيهقى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اورانھوں نے فرمایا کہ یہ ماہ شعبان کی پندرھویں رات ہےاوراس میں اللہ تعالیٰ کے لیےجہنم سے آزاد کئے جانیوالے ہوتے ہیں ان کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوتی ہےتواللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک کی طرف،بغض وحسد کرنے والے کی طرف ،چادر پاجامہ وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی طرف ،اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے کیطرف اور عادی شرابی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔(ترغیب وترھیب)

وروى عن علیؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا كانت ليلة النصف من الشعبان فقوموا ليلها و صوموا يومها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر فأغفرله الا من مسترزق فأرزقه الامن مبتلى فأعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندھویں شب ہوتوتم اس میں نماز کےواسطے کھڑے ہوجاؤ اوراس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعدآسمان دنیاپر نازل ہوتاہےاورفرماتا ہے کہ کوئی ہےمغفرت مانگنے والاجسکو میں بخش دوں اور کوئی رزق مانگنے ولا ہےجسکومیں رزق دوں کوئی بیمارجسکو میں عافیت دوں کوئی ایساہے یہاں تک کہ فجر ہوجاتی ہےاسکوابن ماجہ نے روایت کیاہے۔

امام منذریؒ نے چوتھے درجہ کی احادیث میں ذکر کیا علامہ مذکور نے روی کے صیغہ سے شروع کیا حدیث روایت کرنے کے بعدکوئی کلام وتبصرہ نہیں کیا تو اس طرح احادیث سنداً ضعیف ہیں ۔مذکورا حدیث ضعیف ہے ۔امام منذی نے کہا اور کثیر الاحادیث ضعیف ہیں۔طوالت کے سبب چھوڑ دی گئی

الغرض اس مہینہ میں جہاں تک ہو سکے بہت روزے رکھنے چاہئیں علاوہ حدیث ہذاکےاور بہت سی احادیث میں ان کی فضیلت اورتاکید پائی جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اسامہ بن زیدؓ نے اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھنے کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں لوگ غافل رہتے ہیں کھیل لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں حالانکہ یہ مہینہ ہے کہ اس میں اللہ رب العزت کی جناب میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں اس بات کو پسند رکھتاہوں کہ میرے اعمال روزوں کی حالت میں اسکی جناب میں پیش ہوں۔

افسوس ہے کہ جس امت کا نبی ﷺ یہ چاہے کہ میرے اعمال اس مالک کی بارگاہ عالیہ میں روزے کی حالت میں پیش ہوں آج اسکی امت خیرالامم ہوکر یہ چاہے کہ اس مہینہ میں ہمارے اعمال اس مالک کی جناب میں انار پٹاخوں اورآتشبازیوں وغیرہ خرافات کے ساتھ پیش ہوں۔شایداسی برتے اور بل بوتے پر امت مرحومہ اورخیرالبشر کے ساتھ ملقب ہے۔

مسلمانو! کیوں جامہ حیاتن سے اتار پھینکا ہے سچ ہے۔اذالم تستحی فاصنع ما شئت

ہرمسلم ومسلمہ کافرض منصبی ہے کہ حتی المقدوروحتی الوسع شرک وبدعت سے اجتناب کرےاورتوحید الوہیت و اتباع سنت کوخوب مضبوط پکڑے تاکہ نجات اخروی حاصل ہواورجہنم کی دوری اوربہشت کی نزدیکی ہو۔